

AL-AẒVĀ الاضواء
ISSN 2415-0444; E- ISSN 1995-7904
Volume 34, Issue, 52, 2019
Published by Sheikh Zayed Islamic Centre,
University of the Punjab, Lahore, 54590 Pakistan.

قرآن وسنت میں قانونِ وراثت اور ھبہ کی اہمیت اور پاکستانی عدالتوں کے فیصلے

Significance of the Law of Inheritance and Gift in the Light of Qur'ān and *Sunnah*: A Study of the Verdicts of Pakistani Law Courts

جمیل احمد*

ممتاز احمد سالک**

Abstract:
Islamic law of Inheritance is much comprehensive and meaningful, through its guidance in the field of religion and economics. It means that law of inheritance of Islam retains in it many awards and economic security for new generation. No religion among revealed once is of the kind which guides individual, society and state at the same time. However, main control of Islamic system is not in the hands of individuals, nor in the control of state, but it has been completely decided by Allah and His Prophet Muhammad (S.A.W). Islam not only explained this system but also imposed hard punishment on not obeying this rule and not acting according to these orders. More and more it is not allowed to anyone to gift his total property in the way of Allah or to give it to any trust, or welfare organization. Although it is allowed with some limitations. That is only one third of total property is allowed to give in charity or gifts etc. As it is evident from the *Ḥadīth* of *Sa'ad Ibn-e-Abi Waqāṣ* given in the article. Main purpose of these obligations are to maintain social and economic balance in the Islamic society and to encourage family welfare, and not to propagate begging. However, to control crime rate, Islam has not allowed murderer to get anything as gift or inheritance even from his or her own parents. Moreover, it is also forbidden for anyone who is on death bed to gift his complete or more than one third property to someone against the law of inheritance. Islamic Ideological Council Unanimously decided that such activity will not be entertain by the law. Moreover courts of the Pakistan also have given such decisions and remarks which encourage all about these words. To cut short, inheritance system of Islam is for social cleanliness. This article clearly explains the topic and the inheritance system given by the Islam.

Key Words: **Law of Inheritance, Hibah Property Law, Verdicts of Pakistani Law Courts**

اسلام نے دولت کے ارتکاز کو ممکن حد تک روکنے اور معاشرے میں دولت کی منصفانہ تقسیم کے لیے مختلف

*پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اسلامی فکر و تہذیب، یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور، پاکستان

** پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، اصلاح انٹر نیشنل، لاہور، پاکستان

طریقے اور نظام عطا کیے ہیں، جن کی بدولت انسان کئی معاملات میں آسانی اور سہولت محسوس کرتا ہے، انہی نظاموں میں سے ایک نظام "قانونِ وراثت" کا بھی ہے، جس کا ایک مقصد جہاں نئی آنے والی نسل تک آسودگی اور آسانی منتقل کرنا ہے، وہاں انہیں معاشرے کا باوقار اور متمول شہری بھی بنانا ہے، جس کے باعث انسان محتاجگی سے بچ سکتا ہے، لیکن یہ ضروری نہیں کہ متوفی اپنی اولاد کے لیے اتنا مال چھوڑ کر ہی دنیا سے جائے کہ اس کی اولاد اس مال سے استفادہ کر سکے۔ بہر حال قانونِ وراثت دولت کی مساویانہ اور منصفانہ تقسیم کے حوالے سے انتہائی اہمیت کا حامل قانون ہے، جسے شریعتِ مطہرہ میں وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے وراثت ایک غیر اختیاری انتقال ملکیت ہے، یعنی متوفی اپنی مرضی سے کسی کا حصہ مقرر نہیں کر سکتا، اور نہ ہی اپنی مرضی سے اپنی جائیداد اور اموال کی وصیت کر سکتا ہے مگر جو شریعتِ مطہرہ نے بیان کر دی ہے۔ وراثت کے عمل سے ایک متوفی کا ترکہ (جو اس نے دنیا میں چھوڑا) اس کے ورثاء کے حق میں بطور جانشین منتقل ہو جاتا ہے۔

ترکہ میں کئی چیزیں شامل ہوتی ہیں، مثلاً ذاتی استعمال کی چیزیں جنہیں متوفی نے زندگی میں استعمال کیا ہو، گھریلو سامان، وہ چیزیں جو متوفی کو ہبہ میں ملی ہوئی ہوں اور متوفی کو زندگی میں ان چیزوں پر مکمل دسترس ہو، متوفی کے کمانے کے آلات جو اُس کے ذرائع معاش میں سے تھے، اسی طرح زمین، دکان، مکان وغیرہ، متوفی کی جمع کی ہوئی رقم، اس کی رہن رکھی ہوئی چیز، متوفی کا کسی کو دیا ہوا قرضِ حسنہ، حکومت سے بطور ملازمت ملنے والے فنڈز جسے عرف عام میں گریجوٹی، پراویڈنٹ فنڈ، جی پی فنڈ، پینشن وغیرہ کہا جاتا ہے، ان تمام چیزوں کی متوفی کے حقیقی ورثاء میں تقسیم قانونِ وراثت کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

قرآن وسنت میں وراثت کی اہمیت:

وراثت سے متعلق احکام قرآن وسنت میں بڑی وضاحت وصراحت کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں، وراثت ایک اصولی معاملہ ہے، جس میں کسی قسم کی کمی بیشی فتنہ وفساد، انتشار اور جنگ وجدل کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے، علم وراثت کو علم الفرائض (فرائض کا علم) بھی کہتے ہیں۔ متوفی کے ورثاء کے حصے اللہ نے خود مقرر کیے ہیں، جن کا اسلام کے دیے گئے کلیے کے مطابق تقسیم کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ کوئی بھی شخص اپنی عقل، فہم وفراست اور اپنے بنائے ہوئے کلیے کے مطابق تقسیم وراثت کے اصول وضع نہیں کر سکتا۔ تقسیم وراثت کا یہ طریقہ کار قرآن وسنت کی روشنی میں واضح ہے، قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿يُوصِيكُمُ ٱللَّهُ فِيٓ أَوْلاَدِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ ٱلأُنْثَيَيْنِ فَإِن كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ ٱثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا ٱلنِّصْفُ وَلأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا ٱلسُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِن لَّمْ يَكُنْ لَّهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ ٱلثُّلُثُ فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ ٱلسُّدُسُ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِى بِهَآ أَوْ دَيْنٍ آبَآؤُكُمْ وَأَبناؤُكُمْ لاَ تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعاً فَرِيضَةً مِّنَ ٱللَّهِ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلِيماً حَكِيماً وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ ٱلرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ ٱلرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ ٱلثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم مِّن بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ وَإِن كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلاَلَةً أَوِ ٱمْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا ٱلسُّدُسُ فَإِن كَانُوٓاْ أَكْثَرَ مِن ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي ٱلثُّلُثِ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ وَصِيَّةً مِّنَ ٱللَّهِ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ﴾(۱)

"اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے حوالے سے تاکیدی حکم دیتا ہے، کہ ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے، پھر اگر دو سے زیادہ صرف عورتیں ہی ہوں تو اُن کیلئے ترکے کا دو تہائی حصہ ہے، اور اگر ایک ہو تو اُس کیلئے نصف مال ہے، اور مرنے والے کے ماں باپ میں سے ہر ایک کیلئے ترکے کا چھٹا حصہ ہے جبکہ مرنے والے کی اولاد ہو، اگر مرنے والے کی اولاد نہ ہو اور اُس کے ماں باپ اُس کے وارث ہوں تو اُس کی ماں کو ایک تہائی ملے گا، اگر مرنے والے کے کئی بھائی ہوں تو وصیت نافذ کرنے کے بعد "جو اُس نے کی ہو" یا قرض ادا کرنے کے بعد اُس کی ماں کا چھٹا حصہ ہو گا، تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے، تم نہیں جانتے کہ اِن میں سے کون تمہارے لیے زیادہ فائدے کا ذریعہ ہے؟ یہ اللہ کی طرف سے مقرر کردہ حصہ ہے، بیشک اللہ خوب جاننے والا، حکمت والا ہے۔ اور تمہاری بیویاں جو کچھ چھوڑ جائیں، اس میں سے تمہارا حصہ آدھا ہے جبکہ اُن کی کوئی اولاد نہ ہو، اور اگر اُن کی اولاد ہو تو تمہارے لیے اُن کے ترکے میں سے چوتھا حصہ ہے، اُس وصیت کو پورا کرنے کے بعد جو اُنہوں نے کی ہو یا قرض ادا کرنے کے بعد، اور عورتوں کیلئے تمہارے ترکے میں سے چوتھا حصہ ہے جبکہ تمہاری کوئی اولاد نہ ہو، اور اگر تمہاری اولاد ہو تو تمہارے ترکے میں سے اُن کا آٹھواں حصہ ہے، اُس وصیت کو پورا کرنے کے بعد جو تم نے کی ہو یا قرض ادا کرنے کے بعد، اور اگر وہ مرد یا عورت جس کی وراثت ہو، اُس کا باپ یا بیٹا کوئی بھی نہ ہو، البتہ اُس کا بھائی یا بہن ہو تو اُن میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا، اگر وہ ایک سے زیادہ ہوں تو وہ سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے، اُس وصیت کو

پورا کرنے کے بعد جو کی گئی ہو یا قرض ادا کرنے کے بعد، کسی کو نقصان پہنچائے بغیر، یہ اللہ کی طرف سے تاکیدی حکم ہے اور اللہ خوب جاننے والا، بردبار ہے"۔

ان احکامات کی اہمیت کو مزید واضح کرنے اور عمل پیرا ہونے کی صورت میں خوشخبری کے طور پر فرمایا:

﴿تِلْكَ حُدُودُ ٱللَّهِ وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا ٱلأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ﴾ (۲)

"یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں، اور جو شخص اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرے، وہ اُسے ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے، اور یہی بڑی کامیابی ہے"۔

لیکن اگر کوئی علم الفرائض اور وراثت کے احکامات کو ہوائے نفس کی نظر کرتا ہے، اس معاملے میں کسی کے ساتھ دھونس کرتا ہے، کوئی وراثت پر اپنا زیادہ اور خلافِ اصول حق جتاتا ہے، یا اگر متوفی اپنی زندگی میں اپنے بچوں کے ساتھ ظلم وزیادتی کر کے کسی کو کم اور کسی کو زیادہ دیتا ہے، تو پھر اس کے لیے جہنم کی وعید بھی سنائی گئی:

﴿وَمَن يَعْصِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَاراً خَالِداً فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾ (۳)

"اور جو شخص اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اُس کی مقررہ حدود سے تجاوز کرے، وہ اُسے جہنم میں داخل کرے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اُس کیلئے رسوا کُن عذاب ہے"۔

یہ معاملہ تو متوفی کے مرنے کے بعد کا ہے، اور ان احکامات کا اطلاق متوفی کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد ہوتا ہے، لیکن اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنی اولاد کے ساتھ ظلم وزیادتی کرتا ہے مثلاً کسی کو کوئی چیز عطیہ یا ہبہ کرتا ہے، مگر اس میں منصفانہ تقسیم نہیں کرتا، یعنی کچھ کو دیا اور کچھ کو نہ دیا، شریعت نے ایسے عمل کی بھی مذمت فرمائی ہے اور ایسے رویوں سے باز رہنے کی تلقین کی ہے، حدیث مبارکہ میں اس کی وضاحت یوں کی گئی ہے:

" عَنِ النُّعمَانِ بنِ بَشِيرٍ، قَالَ: تَصَدَّقَ عَلَيَّ ابِی بِبَعضِ مَالِهِ، فَقَالَت امِّی عَمرَةُ بِنتُ رَوَاحَةَ:لَا ارضَی حَتَّی تُشهِدَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَانطَلَقَ اَبِی لِی النَّبِیِّ ﷺ لِيُشهِدَهُ عَلَی صَدَقَتِی، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:افَعَلتَ ہٰذَا بِوَلَدِکَ کُلِّهِم؟ قَالَ: لَا، قَالَ: اتَّقُوا اللّٰهَ، وَاعدِلُوا فِی اولَادِکُم، فَرَجَعَ اَبِی، فَرَدَّ تِلکَ الصَّدَقَةَ " (۴)

"حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میرے والد نے اپنے مال میں سے مجھے کچھ ہبہ کیا، تو میری والدہ عمرہ بنت رواحہ نے کہا: میں راضی نہیں ہوں گی یہاں تک کہ تم اللہ کے رسول ﷺ کو گواہ بنالو، میرے والد مجھے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تاکہ آپ ﷺ کو مجھ پر کیے گئے ھبہ پر گواہ

بنائیں، اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: کیا تم نے یہ (ہبہ) اپنے تمام بچوں کے ساتھ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تم سب اللہ سے ڈرو اور اپنے بچوں کے مابین عدل کرو، چنانچہ میرے والد واپس آئے اور وہ ہبہ واپس لے لیا"۔

وراثت کے معاملات میں متوفی کے دنیا سے جانے کے بعد اس کے ترکہ پر احکامات ربانی کا لاگو کرنا ایک بات ہے اور اپنی زندگی میں کسی شخص کا اپنی اولاد کا کسی چیز کا عطیہ اور ہبہ کرنا الگ بات ہے، اس کے باوجود دونوں صورتوں میں عدل وانصاف کو مقدم رکھا جائے گا، تاکہ نہ کسی کے ساتھ ظلم وزیادتی ہو اور نہ کسی کی حق تلفی ہو۔

اسی طرح مسلمانوں کا آپس میں ایک دوسرے کا وارث ہونا کتاب و سنت سے ثابت ہے، وراثت سے متعلق قرآن مجید کی دیگر آیات میں ارشاد باری ہے:

﴿لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ ٱلْوَالِدَانِ وَٱلأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ ٱلْوَالِدَانِ وَٱلأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيباً مَّفْرُوضاً﴾(۵)

"مردوں کیلئے اُس مال میں سے حصہ ہے جو والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں، اور عورتوں کیلئے بھی اُس مال میں سے حصہ ہے جو والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ، یہ حصہ مقرر شدہ ہے"۔

﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ ٱللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِى ٱلْكَلاَلَةِ إِن ٱمْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَآ إِن لَّمْ يَكُنْ لَّهَآ وَلَدٌ فَإِن كَانَتَا ٱثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا ٱلثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِن كَانُوٓاْ إِخْوَةً رِّجَالاً وَنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ ٱلأُنثَيَيْنِ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمْ أَن تَضِلُّواْ وَٱللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾(۶)

"اے نبی! ﷺ، یہ لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ "کلالہ" کے متعلق اللہ تمہیں بتاتا ہے کہ اگر کوئی شخص فوت ہو جائے جس کی کوئی اولاد نہ ہو، اس کی ایک بہن ہو تو اسے ترکے کا نصف ملے گا، اور بھائی اپنی بہن کا وارث بنے گا جبکہ اس کی کوئی اولاد نہ ہو، اگر بہنیں دو ہوں تو انہیں ترکے کا دو تہائی ملے گا، اور اگر وہ کئی افراد ہوں جن میں مرد اور عورتیں دونوں ہوں تو ایک مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا، اللہ تمہارے سامنے بیان کرتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے"۔

﴿وَأُوْلُواْ ٱلأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِىكِتَابِ ٱللَّهِ إِنَّ ٱللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾(۷)

"اور قریبی رشتہ دار اللہ کے حکم کے مطابق آپس میں ایک دوسرے کے حوالے سے زیادہ حق ہیں، بیشک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے"۔

درج بالا آیاتِ قرآنیہ میں متوفی کے قریبی رشتہ داروں اور ان کی جملہ تفصیلات بیان کرنے کا مقصد ہر قسم کے شک وشبہ اور ابہام کو زائل کرنا ہے، تاکہ کوئی بھی وراثت جیسے اہم حکم میں غلطی نہ کرے۔

وراثت کی اہمیت سے متعلق احادیث:

اسلام میں وراثت کے احکام کو نہ صرف سمجھنا اور ان پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے بلکہ وراثت اور ترکہ کی تقسیم سے متعلق مناسب حکمت عملی اپنانا بھی ضروری ہے اور یہ عمل زندگی میں ہی ہوگا، اس لیے کہ مرنے کے بعد اولاد اسی مال وجائیداد میں حق دار ہوگی جو ان کے لیے والدین نے چھوڑا ہو، جبکہ والدین کو اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اپنی اولاد کے بہتر مستقبل اور اپنے جانے کے بعد ان کی باقی ماندہ زندگی کی آسودگی کے لیے بھی حکمتِ عملی وضع کریں۔ مثال کے طور پر اگر ایک شخص مالدار ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے دنیاوی مال و اسباب سے نوازا ہے، اگر وہ ارادہ کرے کہ وہ اپنا مال اللہ کی راہ میں صدقہ کرے اور اپنی موجودہ اور آنے والی نسل کے لیے کچھ بھی باقی نہ چھوڑے۔ ایسے عمل کو شریعت میں ناپسند کیا گیا ہے اور اس سے روکا گیا ہے، صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کی کہ میں کافی تکلیف میں ہوں اور کہا کہ:

”وَاَنَا ذُو مَالٍ، وَلاَ یَرِثُنِی لّٰا ابنَة لِی وَاحِدَة ، افَاتَصَدَّقُ بِثُلُثَی مَالِی؟ قَالَ:لاَ قُلتُ: افَاتَصَدَّقُ بِشَطرِهِ؟ قَالَ: لاَ، قُلتُ: فَالثُّلُثِ؟، قَالَ: وَالثُّلُثُ كَثِير انَّکَ ان تَذَرَ وَرَثَتَکَ اغنِیَاءَ، خَیر مِن ان تَذَرَہُم عَالَةً یَتَکَفَّفُونَ النَّاسَ، وَلَستَ تُنفِقُ نَفَقَةً تَبتَغِی بِہَا وَجهَ اللَّهِ لّٰا اجِرتَ بِہَا، حَتَّى اللُّقمَةَ تَجعَلُہَا فِی امرَاَتِکَ“(۸)

” میں مالدار ہوں، اور میرا کوئی وارث نہیں ہے سوائے ایک بیٹی کے، کیا میں اپنے مال کے تین حصے صدقہ کر دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’نہیں‘، پھر عرض کرنے لگے کیا آدھا مال صدقہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’نہیں‘، انہوں نے عرض کیا پھر ایک تہائی صدقہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! ایک تہائی صدقہ کر سکتے ہو اور ایک تہائی بھی بہت زیادہ ہے کیونکہ تم اپنے وارثوں کو دولت مند چھوڑ جاؤ یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ تم انہیں فقیر چھوڑ جاو اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے رہیں، اور کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو مگر تمہیں اس کا اجر نہ دیا جائے، حتیٰ کہ اپنی زوجہ کے منہ میں حلال لقمہ ڈالنے پر بھی تمہیں اجر دیا جاتا ہے“۔

لہٰذا ترکہ اور ورثاء کی حفاظت کے لیے مال کو بے جا صدقہ کرنے سے منع کیا گیا جس میں حکمت یہ ہے کہ دولت کی تقسیم صحیح معنوں میں آنے والی نسلوں میں ہو سکے۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الحِقُوا الفَرَائِضَ بِاہلِہَا، فَمَا بَقِیَ فَہُوَ لِاولَی رَجُلٍ ذَکَرٍ" (۹)

"مقررہ حصے ان کے مستحقوں کو دو اور جو باقی بچے وہ (متوفی کے) قریب ترین مرد (رشتہ داروں) کا حصہ ہے"۔

تقسیم وراثت اور قانونِ وراثت کو محفوظ اور ہر قسم کے ظلم و زیادتی اور ناانصافی سے بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے خود رشتہ داروں کے حصے مقرر فرما دیے ہیں، اس میں ایک حکمت یہ بھی نظر آتی ہے کہ کہیں متوفی وصیت کے معاملے میں کسی پر ظلم و زیادتی اور غیر مساویانہ سلوک نہ کر بیٹھے، اس لیے وصیت کا معاملہ اب کسی کے لیے جائز نہیں رہا، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" انَّ اللَّہَ قَداَعطَی کُلَّ ذِی حَقٍّ حَقَّہُ فَلَا وَصِیَّۃَ لِوَارِثٍ "(۱۰)

"اللہ تعالیٰ نے ہر صاحبِ حق کو اس کا حق دے دیا ہے اب کسی کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں"۔

جس طرح قرآن مجید میں وراثت جیسے اہم موضوع پر خود اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تقسیم فرمائی ہے، ایسے ہی نبی اکرم ﷺ نے اس اہم قرآنی مضمون کی پاسداری کے لیے علمِ وراثت اور تقسیم وراثت کی کئی ایک احادیث کے ذریعے وضاحت فرمائی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" تَعَلَّمُوا القُرآنَ وَالفَرَائِضَ وَعَلِّمُوا النَّاسَ فَ‍ِنّی مَقبُوض) " (۱۱)

"فرائض اور قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ میں وفات پانے والا ہوں"۔

ایک دوسری حدیث میں اس کو علم کا نصف قرار دیا گیا، یعنی تمام علوم ایک طرف ہوں تو اکیلا علمِ میراث ان سب کے حجم کے مساوی ہے، رسول اللہ ﷺ نے یہ تنبیہ بھی فرمائی کہ میری امت سے یہی علم سب سے پہلے چھینا جائے گا:

"قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: یاَا ہُرَیرَۃَ تَعَلَّمُوا الفَرَائِضَ وَعَلِّمُوہَا، فَنَّہُ نِصفُ العِلمِ وَہُوَ یُنسَی، وَہُوَ اوَّلُ شَیءٍ یُنزَعُ مِنامَّتِی " (۲۱)

"رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو تاکید فرمائی کہ فرائض کا علم (علم میراث) سیکھو اور سکھاؤ کیونکہ یہ علم کا نصف حصہ ہے اور یہ علم بھلا دیا جائے گا اور سب سے پہلے میری امت سے چھین لیا جائے گا"۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے میراث کی تاکید اور اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

" تَعَلَّمُوا الفَرَائِضَ وَعَلِّمُوهُ النَّاسَ؛ فَنَّ العِلمَ سَيَنقَضِى وَتَظهَرُ الفِتَنُ، حَتَّى يَختَلِفَ الاِثنَانِ فِي الفَرِيضَةِ فَلَا يَجِدَانِ مَنيَفصِلُ بَينَهُمَا" (۱۳)

"علم میراث سیکھو اور دوسروں کو بھی سکھلاؤ ، کیونکہ علم میراث قبض کر لیا جائے گا اور فتنے ظاہر ہوں گے یہاں تک کہ دو آدمی مقررہ حصے میں اختلاف کریں گے اور کوئی ایسا آدمی نہ پائیں گے جو اُن میں فیصلہ کرے"۔

وراثت کے علم کو سارے کا سارا عدل پر مبنی قرار دیا گیا:

"عَن عَبدِ اللّٰهِ بنِ عَمرِو بنِ العَاصِ، انَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: العِلمُ ثَلَاثَة ، وَمَا سِوَى ذَلِکَ فَهُوَ فَضل: آيَة مُحكَمَة ، او سُنَّة قَائِمَة ،او فَرِيضَة عَادِلَة(۱۴)

"سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جن علوم کا سیکھنا ضروری ہے وہ تین طرح کے ہیں، جبکہ دوسرے علوم کا سیکھنا فضیلت کے باب میں آتا ہے، اور وہ یہ ہیں: قرآن کی آیاتِ احکام کا سیکھنا، دوسرا سنتِ نبوی کا علم، تیسرا فرائض یعنی وراثت کا علم جو سارے کا سارا عدل پر مبنی ہے"۔

رسول اکرم ﷺ نے وراثت کے اسباب اور موانع وراثت سے متعلق بھی ارشادات فرمائے، تاکہ لوگوں میں میراث جیسے اہم مسئلے سے متعلق ابہام پیدا نہ ہو۔ اسباب وراثت اور موانع وراثت کی چند اقسام درج ذیل ہیں:

ولائ: کوئی شخص غلام یا لونڈی کو آزاد کرے اور وہ آزاد شدہ فوت ہو جائے اور اس کا کوئی نسبی وارث نہ ہو تو آزاد کرنے والا اس کا وارث ہو گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" اِنَّمَا ال ُوَلاَئُ لِمَن ُ اعتَقَ" (۵۱)

"یقیناولاء (وراثت کا حق) اس کے لیے ہے جس نے اسے آزاد کیا"۔

قتل: اسی طرح جو شخص کسی کو عمداً قتل کر دیتا ہے تو سزا کے طور پر اسے مقتول کی جائیداد سے محروم کر دیا جائے گا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

" لَا يَرِثُ القَاتِلُ شَيئًا " (۶۱)

"قاتل کسی چیز کا بھی وارث نہیں بن سکتا"۔

مسلم معاشرے میں موجود طبقات کی وراثت کے حوالے سے درجہ بندی کی گئی ہے، تاکہ کسی بھی رشتے اور تعلق میں ترکہ کے معاملات میں اختلاف نہ ہو، نیز مذکورہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو وراثت کے علم کو سیکھنا چاہیے کیونکہ دیگر علوم کے مقابلہ میں علم میراث کو سیکھنے کی بہت اہمیت ہے۔

ورثاء اور ان کی تعداد:

تمدن کی ترقی اور فلاحی ریاستوں کے وجود کو قائم رکھنے میں انتقالِ ملکیت کی اہمیت بہت زیادہ ہے، جس سے نہ صرف خاندانوں کا وجود اور احیاء باقی رہتا ہے بلکہ خاندانوں کے ملاپ سے کامیاب اور خوشحال معاشروں کا قیام وجود میں آتا ہے۔ قرآن و حدیث کے احکامات سے قوانینِ وراثت کی اہمیت ابھر کر سامنے آتی ہے، ذیل میں ورثاء اور ان کی تعداد کو درج کیا جارہا ہے، سید حیدر لکھوی نے اپنی کتاب "اسلام کا قانونِ وراثت" میں اس کی ترتیب یوں بیان کی ہے:

مردوُرثائ: مرد جو وارث بنتے ہیں ان کی تعداد پندرہ ہے:

(۱) بیٹا (۲) پوتا (۳) باپ (۴) دادا (۵) عینی بھائی (جن کے ماں، باپ ایک ہوں) (۶) علاتی بھائی (جن کا باپ ایک ہی ہو اور مائیں الگ الگ ہوں) (۷) اخیافی بھائی (جن کی ماں ایک ہو اور باپ الگ الگ ہوں) (۸) عینی بھائی کا بیٹا (میت کا بھتیجا) (۹) علاتی بھائی کا بیٹا (۰۱) چچا (حقیقی چچا) (۱۱) علاتی چچا (سوتیلا چچا) (۲۱) حقیقی چچا کا بیٹا (۳۱) علاتی چچا کا بیٹا (۴۱) خاوند (۵۱) آقا جس نے اپنے غلام کو آزاد کیا ہو۔

نوٹ: اگر کوئی عورت فوت ہو گی اور اس نے مذکورہ پندرہ مرد وارث زندہ چھوڑے تو ان میں سے صرف تین مرد وارث ہوں گے (بیٹا، باپ اور خاوند) اور باقی ماندہ بارہ (۲۱) محروم ہوں گے۔

وارث عورتیں: عورتیں جو وارث بنتی ہیں ان کی تعداد دس ہے:

(۱) بیٹی (۲) پوتی (۳) ماں (۴) نانی (۵) دادی (۶) عینی بہن (۷) علاتی بہن (۸) اخیافی بہن (۹) بیوی (۰۱) وہ عورت جس نے اپنے غلام کو آزاد کیا ہو (المعتقۃ)

نوٹ: اگر کوئی آدمی فوت ہو گیا اور اس نے مذکورہ دس عورتوں کو زندہ چھوڑا، ان میں سے صرف پانچ عورتیں وارث بنیں گی، بیٹی، پوتی، ماں، عینی بہن اور بیوی۔ اور باقی سب وراثت سے محروم ہوں گی۔

اگر کوئی مرد یا عورت فوت ہو جائے اور وہ مذکورہ (۴۲) وارث زندہ چھوڑے تو ان میں سے صرف پانچ اشخاص وارث ہوں گے، اور وہ خاوند یا بیوی، بیٹا، بیٹی، ماں، باپ ہیں اور باقی ماندہ سب وراثت سے محروم ہوں گے۔(۱۷)

اسلامی نظریاتی کونسل اور قانونِ وراثت:

وراثت کی تقسیم سے متعلق بہت سے مسلمان آگاہ ہیں، لیکن بعض لوگ اہل علم وفضل سے مسائل دریافت کرکے تقسیم وراثت جیسے مسئلے کا حل نکال لیتے ہیں، لیکن سب سے بڑی کوتاہی اس میں یہ ہے کہ ایک شخص اپنی زندگی میں ہی اپنے بیٹوں کے نام جائیداد کو ھبہ کر دیتا ہے، تاکہ بیٹیوں کو وراثت سے محروم کیا جاسکے، لہٰذا بگاڑ کا سبب کسی شخص کا اپنی زندگی میں ہی اولاد میں غیر منصفانہ اور غیر مساویانہ تقسیم ہے، جس سے مسائل جنم لیتے ہیں۔ خصوصاً عورت سے منسلک جتنے بھی رشتے ہیں ان کا مالی اور وراثتی استحصال مسلمان معاشروں کا وطیرہ بن چکا ہے، مسلمان معاشروں میں اصل مسئلہ بیٹی کی وراثت کا ہے، ورنہ بیٹوں کی جائیداد بنانے کے حوالے سے تگ ودو کرنا خواہ وہ حلال ذرائع سے ہو، یا حرام ذرائع سے، ایک معمول بن چکا ہے، اکثریت اسی فعل پر کاربند ہے، الاّ ماشاء اللہ۔

وراثت میں بیٹی کا حصہ:

اسلامی نظریاتی کونسل نے جہاں دیگر کارہائے نمایاں سرانجام دیئے، ان میں ایک مسئلہ بیٹی کی وراثت سے متعلق بھی ہے، جس کی سفارشات میں وراثت میں بیٹی کے حصہ کی ادائیگی سے متعلق درج ہے:

"کیبنٹ سیکرٹریٹ خواتین ڈویژن نمبر ۳۔۹۳/۱۸۔ڈبلیو۔ آر۔ آئی، مورخہ ۹۔جون ۱۸۹۱ء نمبر ایف ۳ (۳۱)/۱۸۔ آر۔ سی آئی آئی، مورخہ ۱۰۔نومبر ۲۸۹۱ء یہ امر مصلحت شرعیہ کے مطابق ہوگا کہ ایسا قانون وضع کیا جائے جس سے کوئی شخص لڑکیوں کو نظرانداز کرکے صرف لڑکوں کو ہبہ نہ کرسکے اور یہ لازم قرار دیا جائے کہ جب کوئی شخص ہبہ کرے تو سب اولاد کو حسبِ قاعدہ ہبہ کرے"۔(۱۸)

وراثت میں بیٹی کے حصہ کی ادائیگی سے متعلق ایک اور استفساری مراسلہ بتاریخ اکتوبر ۲۸۹۱ء میں درج ہے:

"کیبنٹ ڈویژن کے ایک استفساری مراسلہ نمبر ا۔ آر ڈبلیو جون ۱۸۹۱ء میں کونسل سے یہ استصواب کیا گیا تھا کہ آج کل کے مسلمان (اپنی زندگی ہی میں) اپنے لڑکوں کے نام اپنی کل جائیداد ہبہ کر دیتے ہیں اور اپنی بیٹیوں کو وراثت سے محروم کر دیتے ہیں، اس قسم کے ہبہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ چنانچہ کونسل نے اپنے اجلاس منعقدہ اسلام آباد مورخہ ۱۴،۱ اکتوبر ۲۸۹۱ء بصدارت چیئرمین کونسل جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمن، موضوع ہذا پر غور وخوض کیا، ممبر کونسل قاضی سعد اللہ حسنی مرحوم کی تحریری رائے پر بحث ہوئی، بالآخر کونسل نے بکثرت رائے حسب ذیل سفارش منظور کی: یہ امر مصلحت شریعہ کے مطابق ہوگا کہ ایک ایسا قانون وضع کیا جائے جس سے کوئی شخص لڑکیوں کو نظرانداز کرکے صرف لڑکوں کو اپنی جائیداد ہبہ نہ کرسکے اور یہ لازم قرار دیا جائے کہ جب کوئی شخص (تمام

جائیداد) ہبہ کرے تو سب اولاد کو حسب قاعدہ میراث ہبہ کی جائے، کونسل نے مزید طے کیا کہ اس سفارش کے ساتھ جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمن چیئرمین کونسل کی تالیف مجموعہ قوانین اسلام میں مذکور موضوع کو بطور سفارش شامل کیا جائے"۔(۱۹)

قوانینِ وراثت کے بہت سے مسائل اسی بات سے جنم لیتے ہیں کہ کوئی شخص اپنی زندگی میں غیر منصفانہ اور غیر عادلانہ روش اختیار کرتے ہوئے اولاد میں سے کسی کے نام جائیداد ھبہ کردے اور دوسرے بچوں کو محروم کر دے۔ ذیل میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمن سابق چیئرمین کونسل کے ھبہ سے متعلق دلائل کو نقل کیا جارہا ہے جس سے ہبہ کا غیر قانونی طریقے سے استعمال کرنے کی نہ صرف حوصلہ شکنی ہوتی ہے بلکہ لوگوں کو آگاہی بھی ملتی ہے کہ ایسا ہبہ نہ کیا جائے، جو دنیا سے متوفی کے جانے کے بعد اس کے لیے عذاب اور اولاد کی لیے افتراق وانتشار کا باعث بنے۔ ان گذارشات کی تفصیل حسب ذیل ہے:

ہبہ تفضیلی (قانونی دفعہ: ۱۷۲):

(۱) "واہب اس امر کا مجاز نہ ہو گا کہ اپنی کل یا تہائی سے زائد جائیداد واملاک بحالت صحت کسی غیر وارث یا اپنی کسی مخصوص اولاد کے حق میں دوسری اولاد کو ضرر پہنچانے کی نیت سے ھبہ کرے، الاّیہ کہ اس کا تفضیلی عمل مصالح شرعی پر مبنی ہو۔

(۲) ہبہ تفضیلی کسی مصالحت شرعی پر مبنی نہ ہونے کی صورت میں قابل ابطال (Voiable) ہو گا اور اولاد محروم بمتابعت احکام مندرجہ دفعہ ۱۷۱۹ اُس ہبہ کو بذریعہ عدالت باطل قرار دلائے جانے کی مجاز ہو گی۔

(۳) عدالت اس اطمینان کے بعد کہ واہب کے تفضیلی عمل کے لیے کوئی شرعی مصلحت موجود نہ تھی واہب کو بمتابعت احکام مندرجہ دفعہ ۱۷۱۹ اُس ھبہ سے رجوع کا حکم دے گی۔

(۴) واہب کے فوت ہو جانے کی صورت میں شے موھوبہ بمتابعت احکام مندرجہ دفعہ ۱۷۱، متوفی کے ترکہ میں شمار ہو گی اور بموجب قانون وراثت، عمل درآمد کیا جائے گا۔

(۵) دفعہ ہذا سے ہبہ بحالت مرض الموت یا ہبہ بالوصیت کے شرعی احکام متاثر نہ ہوں گے۔

تشریح:

ہبہ

ں تفضیلی اس ہبہ کو کہتے ہیں کہ واہب (ہبہ کرنے والا) ایک یا ایک سے زائد موہوب لہم کے حق میں اپنی جائیداد و املاک بایں طور پر ہبہ کرے کہ ایک موہوب لہ کے مقابلہ میں دوسرے ورثاء کو یا تو بالکل محروم کر دے یا ایک کو دوسرے پر اتنی فضیلت دے کہ اُس ایک موہوب لہ اور دوسرے ورثاء کے درمیان شئے موہوبہ کے ہبہ کی بنا پر عادلانہ تناسب باقی نہ رہے۔

قرآنی ہدایات:

ہبہ

ں تفضیلی کے جواز یا عدم جواز کے بارے میں قرآن پاک میں ظاہر نص موجود نہیں لیکن ایک مسلمان کے اپنی ملک میں تصرف کرنے کے سلسلے میں جو ہدایات ملتی ہیں اُن سے بطریق اقتضاء یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن پاک مسلمانوں کو ان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں مال کے خرچ کرنے کے سلسلے میں کچھ ہدایات دیتا ہے، جن کی تفسیر احادیث رسول میں ملتی ہے، مثلاً قرآنی آیات کے مطابق:

(۱) وكُلُواْ وَٱشْرَبُواْ وَلاَ تُسْرِفُوٓاْ (۲۰)

"کھاؤ، پیو اور اسراف نہ کرو"۔

(۲) وَآتِ ذَا ٱلْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَٱلْمِسْكِينَ وَٱبْنَ ٱلسَّبِيلِ وَلاَ تُبَذِّرْ تَبْذِيراً(۲۱)

"اور رشتہ داروں مسکینوں اور مسافروں کو ان کا حق دو اور فضول خرچی نہ کرو"۔

(۳) وَٱلَّذِينَ إِذَآ أَنفَقُواْ لَمْ يُسْرِفُواْ وَلَمْ يَقْتُرُواْ وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَاماً(۲۲)

" اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں تو اسراف نہیں کرتے اور (خرچ کرنے میں) کمی نہیں کرتے اور اس میں (خرچ کے معاملے میں) میانہ روی اختیار کرتے ہیں (یعنی خرچ میں عدل سے کام لیتے ہیں نہ زیادتی کرتے ہیں نہ کمی)"۔

(۴) وَممَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ(۲۳)

"اور جو ہم نے ان کو بخشا ہے (اس میں سے) خرچ کرتے ہیں"۔

(۵) وَآتَى ٱلْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْيَتَامَىٰ وَٱلْمَسَاكِينَ وَٱبْنَ ٱلسَّبِيلِ وَٱلسَّآئِلِينَ وَفِى ٱلرِّقَابِ (۲۴)

"اور دیا مال اللہ کی محبت میں ذوی القربیٰ، یتامی، مساکین، مسافر، سائلین اور غلامی سے چھٹکارا چاہنے والوں کو"۔

(٦) وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلِ ٱلْعَفْوَ(٢٥)

"(اے محمد ﷺ!)لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں، کہہ دیجئے جو بچ رہے"۔

ان آیات کے مطالعہ سے بآسانی یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ قرآن پاک مال کے صحیح طور پر خرچ کرنے پر زور دیتا ہے، خواہ وہ خود اپنی ذات پر کیوں نہ خرچ کیا جائے، اسی طرح قرآن مجید حقوق (مالی و غیر مالی) کی ادائیگی پر متوجہ کرتا ہے، چنانچہ جہاں مال کو دوسروں پر خرچ کرنے کی تلقین کرتا ہے وہاں ذوی القربیٰ کو اولیت دیتا ہے، ظاہر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ایک مالک کو اپنے اوپر بھی اسراف سے منع کرتا ہے تو دوسروں پر اسراف (حد سے گزر جانے کو) کیونکر پسند کر سکتا ہے۔ قرآن پاک کے ان منشاء و مقصود کی روشنی میں جب ہبہ کے مسئلہ کا جائزہ لیا جائے تو اس نتیجہ پر بآسانی پہنچا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب سے پہلے ذوی القربی کے حق میں عطیہ کو پسند فرماتا ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ خود عادل ہے اس لیے عدل کرنے والوں کو بنظرِ تحسین دیکھتا ہے، اس کلیہ کو مد نظر رکھتے ہوئے جب ہبہ تفضیلی کے مسئلہ پر غور کیا جائے تو یہ بات واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ ایک باپ یا ماں کو اپنی اولاد کے درمیان ہبہ کے معاملہ میں (منجملہ دیگر معاملات کے) عدل و انصاف سے کام لینا چاہیے اور اگر ایسا نہ کیا جائے گا تو احکام خداوندی کی صریح خلاف ورزی ہو گی اور عدل نہ کرنے والا ظالموں کے زمرہ میں شامل ہو کر ثواب سے محروم اور عذاب کا مستحق ہو گا"۔(٢٦)

جسٹس تنزیل الرحمن اسلامی نظریاتی کونسل کی طرف سے سفارشات کے ضمن میں پی ایل ڈی، ۶۵۹۱، پشاور عدالت کا فیصلہ نقل کرتے ہیں:

"ہماری عدالتوں کی متفقہ رائے یہ ہے کہ جو ہبہ بحالت مرض الموت کیا جائے اس پر وصیت کے احکام کا اطلاق کیا جائے گا، پشاور اور لاہور کی عدالت ہائے عالیہ نے مقدمات مفصلہ ذیل میں قرار دیا ہے کہ جو ہبہ مرض الموت کی حالت میں کیا جائے وہ وصیت خیال کیا جائے گا، یعنی جب کہ واہب بوقت ہبہ ایک ایسے مرض میں مبتلا تھا جو اس کی موت کا فوری سبب ہوا۔ مرض الموت کے تعین کے لیے حسب ذیل امور کا لحاظ ضروری ہو گا: (۱) یہ کہ مرض ایسی نوعیت کا تھا جس سے مریض کے دل میں یہ یقین پیدا ہوا کہ اس کا آخری وقت قریب ہے۔ (۲) یہ کہ بیماری اس شدت کی تھی کہ جس نے اس کو روزمرہ کے کاموں کی ادائیگی کے ناقابل بنا دیا تھا، چنانچہ اگر کوئی شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے قاصر ہو تو مسلم فقہاء کی رائے میں یہ سمجھا جائے گا کہ وہ شخص روزمرہ کے کاموں کو

انجام دینے سے قاصر ہے۔(۳) یہ کہ مرض گو پرانا ہو لیکن ایسے مرحلے میں داخل ہو گیا ہو کہ جب وہ بڑھے تو مریض کو موت کا خدشہ لاحق ہو جائے، ایسی صورتوں میں جو ہبہ کیا جائے گا وہ وصیت شمار ہو گا"۔(۲۷)

ہبہ کے ضمن میں سپریم کورٹ کا فیصلہ:

"سپریم کورٹ، پاکستان نے بمقدمہ شمشاد علی شاہ بنام سید حسن شاہ قرار دیا کہ مرض الموت کی حالت میں ایک ناجائز ہبہ نامہ وصیت قرار نہیں دیا جا سکتا جب کہ ہبہ نامہ کی مندرجہ شرائط سے جائیداد موھوبہ کا فوری اور ناقابل تنسیخ انتقال ظاہر نہ ہوتا ہو۔ ہبہ بحالت مرض الموت کے سلسلے میں سپریم کورٹ نے مذکورہ بالا مقدمہ میں قرار دیا ہے کہ مرض الموت کے یقین کے لیے عدالت کو یہ دیکھنا ہو گا کہ کیا ہبہ موت کے فوری خطرے کے احساس کے دباؤ کے تحت کیا گیا ہے، چنانچہ اس امر کو طے کرنے کے لیے کہ کیا ایک بیمار شخص کے ہبہ پر مرض الموت کے اصول کا اطلاق ہو سکتا ہے عدالت کو حسب ذیل حقائق پر غور کرنا چاہیے:(۱) کیا مرض کی حالت اور نوعیت ایسی تھی کہ جو بیمار شخص کے ذہن میں اس یقین کو تقویت پہنچانے والی تھی کہ اس مرض سے موت واقع ہو جائے گی یا موت کے خوف کو پیدا کرتی تھی؟(۲) کیا واہب ہبہ کے وقت ایک ایسے مرض میں مبتلا تھا جو اس کی موت کا فوری سبب ہوا؟ (۳) کیا بیماری ایسی تھی جو اس کو حسب معمول مشاغل کی ادائیگی سے ناقابل بنانے والی تھی۔ ایک ایسی صورت حال جو بیمار کے ذہن میں موت کا خوف پیدا کر سکتی تھی۔(۴) کیا وہ بیماری اتنے عرصے تک جاری رہی کہ اس کے ختم ہونے یا فوری ہلاکت کے خوف کو کم کرنے والی تھی یا یہ کہ بیمار کو اس مصیبت کا خوگر بنانے والی تھی۔ جب کہ واہب ہبہ کرتے وقت ایک ایسے مرض میں مبتلا تھا جس میں اس نے یہ یقین پیدا کر دیا تھا کہ اس مرض سے موت واقع ہو جائے گی اور حقیقت میں دستاویز کی رجسٹری کے چند گھنٹے بعد اس مرض نے فی الحقیقت اس کی جان لے لی، سپریم کورٹ نے قرار دیا کہ ہبہ مرض الموت میں کیا گیا تھا"۔(۸۲)

پشاور عدالت اور سپریم کورٹ عدالت کے دونوں فیصلوں کی روشنی میں واضح طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ مندرجہ بالا فیصلے کئی معاملات میں ابہام اور تشکیک پیدا کرتے ہیں، مثلاً ایک شخص نے اگر موت کے خدشے سے اپنی اولاد کو ہبہ کر دیا اور اس ھبہ کو وصیت تصور کرتے ہوئے متوفی کی جائیداد کو اسی حساب سے وراثت مان لیا جائے تو اس سے کئی طرح کے ابہام پیدا ہو سکتے ہیں، مثلاً متوفی کی زندگی میں اس کی پوری اولاد پاس ہی نہ تھی، جان کنی کے عالم میں اس سے غلطی سرزد ہو گئی اور اس نے کچھ کو جائیداد میں سے ہبہ کیا لیکن دوسروں کو نہ کیا، اس سے ناانصافی اور مساویانہ تقسیم پر حرف آتا ہے، لہٰذا کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنی زندگی میں ہی ہبہ کی گئی چیز یا

جائیداد کو وصیت سمجھے اور اسی وصیت کو بعد میں اس کی اولاد و وراثت کی بنیاد بنالے، اس لیے کہ رسول اکرم ﷺ کی واضح حدیث موجود ہے، جس میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" انَّ اللَّهَ قَداَعطَى كُلَّ ذِى حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ "(۲۹)

"اللہ تعالیٰ نے ہر صاحبِ حق کو اس کا حق دے دیا ہے اب کسی وارث کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں"۔

اس بنیاد پر بجاطور پر یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ وراثت کی تقسیم کے معاملے میں احکاماتِ خداوندی کو ہی حرفِ آخر اور بلا چوں وچرا اں مان لیا جائے اور کوئی ایسا غیر شرعی اور خلافِ حقیقت کام نہ کیا جائے جس سے مسئلہ وراثت اور قانونِ وراثت میں ردّوبدل کا خدشہ لاحق ہو۔ اور جنس کے اعتبار سے ناانصافی جنم لے، جیسا کہ ہمارے معاشرے کی اکثریت میں مرد و عورت کی وراثت سے متعلق ناانصافی سے کام لیا جاتا ہے، روزنامہ پاکستان میں "اسلام میں میراث کا نظام اور معاشرے میں خواتین کی حق تلفی" کے عنوان سے سپریم کورٹ کے ریمارکس دیتے ہوئے محمد رضا نے لکھا:

"سپریم کورٹ میں وراثت کے ایک مقدمے میں جسٹس جواد ایس خواجہ نے ریمارکس دیتے ہوئے کہا کہ یہ معاشرے کی ریت بن چکی ہے کہ بہنوں اور بیٹیوں کو وراثت میں سے ایک ٹکا بھی نہیں دیا جاتا، انہیں ڈرادھمکا کر وراثت نہ لینے پر قائل کیا جاتا ہے، زمینوں سے پیار کرنے والے اپنی وراثت کو بچانے کے لئے سگی بہنوں اور بیٹیوں کے وجود تک سے انکاری ہو جاتے ہیں، اسلامی معاشرے نے خواتین کو وراثت میں جو حقوق دیئے ہیں اس سے کوئی انکار کرنے کی جرات نہیں کر سکتا، وقت آگیا ہے کہ بہنوں اور بیٹیوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔ یہ بیان خوش آئند ہے لیکن اس معاملہ پر عدلیہ کا سنجیدگی کے ساتھ کام کرنا ابھی باقی ہے۔ راقم بحیثیت جنرل سیکرٹری ہیومن رائٹس موومنٹ اپنی تنظیم کے پلیٹ فارم پر اُن بہنوں اور بیٹیوں کے لئے جن کو وراثت کے حق سے محروم کردیا جاتا ہے، مفت قانونی امداد فراہم کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔ اسلام انسان کے لئے مکمل ضابطہ حیات ہے، اسلام کی بہت سی خصوصیات ہیں، انہی میں یہ خصوصیت بھی ہے کہ اسلام نے انسان کے لئے بہترین اقتصادی نظام دیاہے، جو کئی امور پر مشتمل ہے جن میں تقسیم میراث کا نظام بھی اہم ہے۔ اسلام نے بہت سارے امور کی رعایت کرتے ہوئے اس کا نظام بنایاہے، جس میں مرد کے ساتھ ساتھ عورت کو بھی میراث کا حقدار بنایا گیاہے۔

اسلام نے عورت کو وہ مثالی حقوق دیے ہیں جو آج تک کوئی تہذیب یا مذہب اسے نہیں دے سکا۔ لیکن اس معاشرے میں ہماری بہن اور بیٹی ان کے وراثتی حقوق سے محروم ہے جو اسے اسلام جیسے عظیم دین نے دیے تھے۔

مسلمان معاشرے کی عورت کو آج بھی اکثر وراثت کے حق سے محروم رکھا جاتا ہے۔ قرآن عورت کو وراثت میں حقدار بناتا ہے لیکن ہم عورت کو اس کے اس حق سے محروم کیے ہوئے ہیں۔ کیا دنیادار اور کیا دیندار کوئی بھی اپنی بہن بیٹیوں کو وراثت میں حقدار نہیں ٹھہراتا اور چند برتن جہیز میں دے کر اسے اس کے حصے کی جائیداد سے محروم کرنے کی روایت ہمارے معاشرے میں عام ہے۔ معاشرے کی تباہی کی ایک نشانی وراثت کی تقسیم میں انصاف کا نہ ہونا بھی ہے اسی لئے باوجود اس کے کہ مدرسوں کے نصاب میں اور وکیلوں کی پڑھائی میں وراثت کی تقسیم کا مضمون شامل ہوتا ہے لیکن ان دونوں طبقوں میں کم ہی لوگ ایسے ہوتے ہیں جو شرعی طریقے سے وراثتی جائداد تقسیم کرتے ہیں۔ پاکستانی معاشرے میں پانچ فیصد ہی ایسے لوگ ہوں گے جن کے ہاں عورتوں کو وراثت میں حصہ دیا جاتا ہوگا۔

اسلام تو عورتوں کو حقِ وراثت دیتا ہے لیکن مرد اس معاشرے میں عورتوں کا حق غصب کر جاتے ہیں۔ جوں جوں محروم طبقوں میں اپنے حقوق کی بیداری کی لہر پیدا ہوگی تو عورتیں بھی اپنا حق مانگیں گی۔ قرآن میں بیان کردہ حقوق سے ملک کی بیشتر آبادی کو محروم رکھا جارہا ہے۔ جتنا عورت کو اس کے حق سے محروم رکھا جائے گا اتنی ہی اس کے دل میں مذہب اور مذہب کے ذمہ داروں سے بیزاری پیدا ہوگی اور شاید وہ وقت بھی آجائے کہ عورتوں کا ہاتھ ان طبقات کے گریبان تک جا پہنچے جو انہیں ان کے حق سے محروم رکھتے ہیں اور خالق حقیقی تو ان سے ضرور پوچھے گا کہ تم نے کیوں عورتوں کو ان کے حق وراثت سے محروم رکھا"۔(۰۳)

اولاً تقسیم وراثت سے متعلق اسلامی احکامات کی روشنی میں اسلامی نظریاتی کونسل کے ماہرین کی بے شمار خدمات ہیں، ثانیاً ہمارا عدالتی نظام بھی اسلامی تقسیمِ وراثت کا پشتی بان ہے، فرق صرف ہمارے ہاں رائج معاشرتی رویوں کا ہے جن کی بنیاد پر ناانصافی کو فروغ ملتا ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ معاشرے میں آگاہی پیدا کرنے کے لیے قانونی ماہرین اور جید علماء اپنا کردار ادا کریں، جو وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

خلاصہ:

اسلام کا متعارف کردہ وراثتی نظام اس قدر جامع اور معنی خیز ہے جس کے ذریعے آنے والی نسلوں کی معاشی اور دینی رہنمائی کی گئی ہے، یعنی اسلام کا قانونِ وراثت اپنے اندر بے شمار انعامات اور نسلِ نو کا معاشی تحفظ سموئے ہوئے ہے۔ سماوی ادیان میں سے کوئی بھی مذہب ایسا نہیں ہے کہ جو آئندہ نسلوں کے معاشی تحفظ کی گارنٹی دیتا ہو اور اسے محفوظ بنانے کی ضمانت دیتا ہو، جبکہ اسلام کے وراثتی نظام میں ہر وہ طریقہ بتایا اور سمجھایا گیا ہے جس کی

روشنی میں فرد، معاشرہ اور ریاست ترقی کا سفر بآسانی طے کر سکتے ہیں۔ تاہم اس نظام کا کلی اختیار کسی فرد یا ریاست کے پاس نہیں بلکہ شریعت کی طرف سے متعین کردہ وہ نصاب ہے جس کے روشنی میں یہ عمل پروان چڑھتا اور رائج ہوتا ہے۔ اسلام نے نہ صرف اس نظام کو سمجھایا بلکہ اس پر عمل پیرانہ ہونے کی صورت میں کڑی سزا کی وعید بھی سنائی ہے۔ جبکہ کسی بھی مسلمان شخص کا اپنی جائیداد و املاک کو فی سبیل اللہ عطیہ کرنا، کسی ٹرسٹ کو دینا، یا کسی فلاحی تنظیم کو دینے کی بھی روک تھام کی گئی ہے، اور اس کا دائرہ مخصوص نصاب کی صورت میں متعین کیا گیا ہے، یعنی اولاد کی موجودگی میں املاک کو ھبہ کرنے کی صورت صرف 'ثلث' تیسرے حصے کی حد تک قابلِ قبول ہے، اس سے زیادہ یعنی نصف جائیداد کو عطیہ کرنا یا پوری جائیداد کو ہی وقف کر دینا جائز نہیں ہے، جیسا کہ اس مضمون میں حدیث سعد بن ابن وقاصؓ گزری، اس سے شریعت مطہرہ کا مقصود معاشرتی توازن کو برقرار رکھنا اور خاندانی آسودگی کو فروغ دینا ہے، نہ کہ گداگری کی حوصلہ افزائی کرنا۔ قانونِ وراثت کے فروغ سے دیگر جرائم کا خاتمہ اس صورت میں ممکن ہے کہ اسلام نے قاتل کو کسی بھی جائیداد کا وارث بننے سے روکا ہے، یعنی قاتل کسی بھی چیز کا وارث نہیں بن سکتا، دوسرے لفظوں میں وراثتی نظام معاشرتی تطہیر کا بھی باعث ہے۔ اسلام نے اس بات کی بھی حوصلہ شکنی کی ہے کہ کوئی قریب المرگ شخص اپنی مکمل جائیداد کو وقف کر دے، اس صورت میں پاکستان میں موجود اسلامی نظریاتی کونسل کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ایسا ھبہ کالعدم متصور ہوگا، جبکہ پاکستان کی عدالتوں میں بھی اسی طرح کے ریمارکس اور فیصلے دیکھنے میں آئے ہیں۔ یہ مضمون اسی موضوع کا احاطہ کرتا ہے جسے اسلام نے وراثتی نظام کے طور پر متعارف کرایا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ النساء، ۱۱:۴،۲۱

۲۔ النساء، ۳۱:۴

۳۔ النساء، ۴۱:۴

۴۔ النیشاپوری، قشیری، مسلم بن حجاج، امام، "الجامع الصحیح"، کتاب الھبات، باب کراھۃ تفضیل بعض الاولاد فی الھبۃ

۵۔ النساء، ۷:۴

۶۔ النساء، ۱۷۶:۴

۷۔ الانفال،۷۵:۸

۸۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، امام "الجامع الصحیح"، کتاب المغازی، باب حجۃ الوداع

۹۔ بخاری، "الجامع الصحیح"، کتاب الفرائض، باب میراث الولد من ابیہ وامہ

۱۰۔ ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث بن اسحاق، امام، "السنن"، کتاب الوصایا، باب ماجاء فی الوصیۃ للوارث

۱۱۔ ترمذی، موسیٰ بن الضحاک، محمد بن عیسی، امام، "السنن"، کتاب الفرائض، باب ماجاء فی تعلیم الفرائض

۱۲۔ ابن ماجہ، القزوینی، ابو عبد اللہ محمد بن یزید، امام "السنن"، کتاب الفرائض، باب الحث علی تعلیم الفرائض

۱۳۔ بیہقی، ابو بکر، احمد بن حسین بن علی بن موسی، 'السنن الکبریٰ"، کتاب الفرائض، باب الحث علی تعلیم الفرائض، الرقم:۱۲۱۷۳

۱۴۔ ابو داؤد، "السنن"، کتاب الفرائض، باب ماجاء فی تعلیم الفرائض

۱۵۔ البخاری، "الجامع الصحیح"، کتاب الزکاۃ باب الصدقۃ علی موالی ا——————ن زواج النبی ﷺ

۱۶۔ ابو داؤد، "السنن"، کتاب الدیات، باب دیات الا——————ن عضاء

۱۷۔ حیدر لکھوی، صلاح الدین، "اسلام کا قانونِ وراثت"، دارالابلاغ پبلشرز۔لاہور، ص:۸۴،۹۴

۱۸۔ رپورٹ استفسارات ۱۹۶۲ء تا ۱۹۸۴ء، اسلامی نظریاتی کونسل اسلام آباد، پاکستان ۲۸ شعبان ۱۴۰۳ھ، ۳۰ مئی، ۱۹۸۲ء،، ص:۷۴

۱۹۔ تنزیل الرحمن، ڈاکٹر، جسٹس، "Fifteenth Report of the Council of Islamic Ideology on Islamization of Laws"، اسلامی نظریاتی کونسل۔اسلام آباد، مئی ۱۹۸۴ء، ص:۳۸

۲۰۔ الاعراف،۱۳:۷

۲۱۔ الاسرا:۶۲

۲۲۔ فرقان،۶۷:۲۵

۲۳۔ بقرہ،۳:۲

۲۴۔ بقرہ،۱۷۷:۲

۲۵۔ بقرہ،۲۱۹:۲

۲۶۔ تنزیل الرحمن، ڈاکٹر، "مجموعہ قوانین اسلام"، ادارہ تحقیقات اسلامی۔ اسلام آباد، ج:۳، ص:۳۵۹تا۶۵۹

۲۷۔ ایضاً، ج:۳، ص:۱۱۰۱

۲۸۔ ایضاً، ج:۳، ص:۲۱۰۱، بحوالہ: پی ایل ڈی، ۴۶۹۱ئ، سپریم کورٹ، ص:۳۴۱

۲۹۔ ابوداؤد، "السنن"، کتاب الوصایا، باب ماجاء فی الوصیۃ للوارث

۳۰۔ روزنامہ "پاکستان"، "کالم: اسلام میں میراث کا نظام"، ۹۲ ستمبر، ۵۱۰۲ء